سوال

جب سارے انسان آدم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ابتدا میں محرم مرد و عورت کا آپس میں نکاح جائز تھا، تو پھر یہ حرام کب کیا گیا؟

جواب

الحمد للہ

ابتدا میں ضرورت کا یہ تقاضا تھا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد کا آپس میں نکاح کیا جائے تاکہ نسل باقی رہے اور آگے چلے اور زمین میں آبادی ہو

بعض آثار میں ملتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے ہاں جب بھی بچہ پیدا ہوتا تو اس کے ساتھ ایک بچی بھی پیدا ہوتی، تو اس طرح یہ بچی پہلے سے پیدا شدہ بچے کے ساتھ شادی کرتی، اور دوسرے حمل سے پیدا ہونے والی بچی پہلے حمل سے پیدا ہونے والے بچے کے ساتھ شادی کرتی، اور ایک دفعہ اکٹھے پیدا ہونے والے بچے اور بچی کے لیے آپس میں نکاح کرنا حرام تھا

اس سلسلہ میں جو آثار وارد ہیں وہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کیے ہیں

دیکھیں: تفسیر طبری (10/205-207).

پھر ہم نہ تو قرآن مجید میں اور نہ ہی سنت نبویہ میں تاریخی طور پر ان مراحل کو نہیں پاتے جن میں محارم کے شادی کے احکام بیان کیے گئے ہوں، اور نہ ہی محرم کا درجہ قرابت بھی نہیں ملتا جس سے محرمیت واجب ہوتی ہو

لیکن ہمیں قرآن مجید میں جو ملتا ہے وہ یہ ہے کہ محرم مرد و عورت کے مابین شادی کرنا حرام ہے، اور وسیع درجہ پر یہ ہے کہ یہ شادی کی حرمت بھتیجی اور بھانجی اور والد کی بیوی پر مشتمل ہے بلکہ یہ تو رضاعت کے باعث بھی حرمت پر مشتمل ہے اسی کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

حرام کی گئیں ہیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں، اور تمہاری پھوپھیاں، اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساس اور تمہاری پرورش میں موجود لڑکیاں جو تمہاری گودمیں ہیں تمہاری ان بیویوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو، ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے صلبی سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمہارا دو بہنوں کو ایک ہی نکاح میں جمع کرنا، ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا، یقینا اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے [النساء (23).

اور جو کوئی شخص بھی محرم مرد و عورت کی شادی کے احکام کے مراحل کی تاریخ کے بارہ میں غور و خوض کرتا ہے اور اس کی تفصیل جاننے کی کوشش کرتا ہے تو اس نے ایسے امور میں غور خوض کرنے کی کوشش کی جو حوادث تاریخ اور رسولوں کی شرائع میں مظنون امور ہیں، اور ان میں اکثر طور پر اہل کتاب سے منقول شدہ روایات پر اعتماد کیا جاتا ہے جیسا کہ کسی پر مخفی نہیں یہ روایات خطا و غلطی اور اوہام اور زیادتی و نقصان پر مشتمل ہیں اور اس کا گمان ہے، جیسے بعض مؤرخین آدم علیہ السلام کے قصہ میں نقل کرتے ہیں جیسا کہ بعض مفسرین نے درج ذیل آیت کی تفسیر میں بھی ذکر کیا ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

اور آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا کھرا کھرا حال بھی انہیں سنا دو، ان دونوں نے ایک نذرانہ پیش کیا ان میں سے ایک نذر تو قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ

میں تجھ کو قتل کردونگا، اس نے کہا اللہ تعالی تقوی والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے [المآئدۃ (27).

اوراسی طرح بعض معاصر لوگ اسے تورات اورانجیل سے تلاش کرتے پھرتے ہیں جو آج کل تحریف شدہ ہی ملتی ہیں اوراپنی اصلی حالت میں ان کی کوئی کتاب باقی نہیں رہی، اور بعض اسے پچھلی قوموں کی تاریخی کتب سے تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں

اورپھر سابقہ شریعتوں میں محرم مردو عورت کے نکاح کی حرمت کے وقت کی معرفت کا ہمیں کوئی فائدہ بھی نہیں کیونکہ اگراس کا کوئی فائدہ ہوتا تواللہ سبحانہ وتعالی اس کا ذکر کردیتا، یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کا ذکر کردیتے جنہوں نے کوئی فائدہ مندچیز ذکر کیے بغیر نہیں چھوڑی، ہمارے لیے جو مدو معاون ہے وہ یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمارے لیے اپنی کتاب عزیز میں محرم عورتوں سے نکاح قطعی طور پر حرام کیا ہے، اوراس پر سنت نبویہ اوراجماع امت بھی دلالت کرتا ہے

واللہ اعلم

اسلام سوال وجواب

104638